آل عمران ؛ 22

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ

(یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہوگئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہوگئے)

یہود اپنے آپ کو بڑے دیندار سمجھتے تھے لیکن جب کوئی انھیں برائی سے روکتے تھے، نیکی کا حکم دیتے تھے، ان کی غلطیوں کو بتاتے تھے یا ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے تھے تو ان کے دشمن بن جاتے تھے اور انھیں قتل بھی کر دیتے تھے۔
جن لوگوں کے دلوں میں دین نہ ہو، صرف اوپر سے دین کا لبادا اوڑھا ہو تو ان کے اندر منافقت ہوتی ہے۔ پھر خرابیاں ہونے لگتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب کوئی نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو وہ اسی کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قتل کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔
دوسری بات یہودیوں کے عقیدے بھی خراب تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم ہی جنت میں جائیں گے۔ ہمیں آگ صرف چند دن ہی چھوئے گی۔ ہم چاہے جو بھی گناہ کریں، جنت تو ہمارے ہی لیے ہے۔ جس کا ایسا عقیدہ ہو تو سوچے وہ پھر کون سی برائی نہیں کرے گا! ایسا شخص تو کسی ڈر کے بغیر برائی سے برائی کرتے رہے گا۔
ایسے لوگوں کی چند نیکیاں ہوں بھی تو قیامت کے دن اس کا انھیں کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ کسی بھی کافر نے کوئی بھی نیکی کا کام کیا ہوگا ان کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہوں گے۔ انھیں کسی بھی اچھے عمل کا بہترین اجر نہ ہی دنیا میں ملے گا اور نہ ہی آخرت میں ملے گا۔ جنھوں نے انبیاء کا قتل کیا ان کا ایمان ہی ضائع ہو گیا۔ ایسے لوگ اکثر ذہنی تناؤ (Depression) کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بعض بُرے اعمال نیک اعمال کو ضائع کر دیتے ہیں۔
اعمال کس کے ضائع ہو جاتے ہیں؟ (اس کے بارے میں البقرۃ میں تفصیل سے پڑھ چکے)
1> جن لوگوں نے انبیاء اور نیکی کا حکم دینے والوں قتل کیا۔
2> جو شرک اور کفر کرے۔
3> ریاکاری اور بدنیتی سے کوئی نیکی کا کام کرے۔
4> غیبت کرنے والوں کی نیکیاں ان کو دی جاتی ہیں جن کی انھوں نے غیبت کی تھی۔
5> ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی۔

وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ (اور ان کا کوئی مددگار نہیں)

قیامت کے دن ایسے لوگوں کے کوئی بھی مددگار نہیں ہوں گے۔ دنیا میں کبھی یہ ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کو قتل کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے دوست بنتے ہیں لیکن آخرت میں وہ ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا۔

خلاصہ (آل عمران: 22-14) :-

سب سے پہلے دنیا کی زندگی کے کچھ خوبصورت چیزوں کی طرف کشش کی بات کی گئی پھر اس سے بہتر چیز (آخرت) کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور پھر اس بہتر چیز کو پانے کے شرائط (صبر، سچے، وغیرہ) کا ذکر کیا گیا۔ ان شرائط کو انسان اس وقت ہی پورا کر سکتا ہے جب اس کے دل میں توحید راسخ ہو، وہ توحید کی گواہی دینے والوں میں سے ہو، دینِ اسلام پر اس کی یکسوئی ہو اور وہ اختلافات کے راستوں کو چھوڑ دے۔ اور اگر کوئی شخص اختلاف کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کی وجہ ضد اور عداوت ہوتی ہے، اس میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ اور یہی چیز اسے کفر کی طرف لے جاتی ہے۔ ایسے معاملات میں لوگ اگر حجت بازی کرے پر اتر آئے تو بھی انسان کو یکسو رہنا چاہیے۔
دین کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے بعد اگر لوگ نہیں مانتے تو ناراض نہیں ہونا ہے۔ یاد رہے! ہماری ذمہ داری دین کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا ہے، ان پر داروغہ بننا نہیں ہے۔
آیت: 21 میں یہ بھی بات بتائی گئی کہ حق کی بات بتانے والوں کو بھی قتل کیا گیا۔ ایسے لوگوں کا انجام برا ہوگا۔
انسان اکثر خرابیوں کا شکار اس وقت ہوتا ہے جب اس کے اندر دنیا کی محبت رچی بسی ہوتی ہے اور ظاہر میں دین کا لبادا اوڑھا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ نیک اعمال دکھاوے یا دنیاوی فائدوں کے لیے کرتے ہیں۔

الفرقان ؛ 23 ← وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا

(اور انھوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان [اعمال] کو اڑتا ہوا غبار بنا دیں گے)

← انسان دنیا کی نعمتوں میں رہتے ہوئے اللہ کی طرف متوجہ رہے۔
← خود بھی اچھے کام کرے اور دوسروں سے بھی کہے۔
← اپنی غلطیوں پر نظر رکھے اور مغفرت کی دعائیں مانگتے رہے۔

Compiled by: Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)